ڈاکٹر محمد آصف اعوان

چیئرمین شعبہ اُردو،

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی ، فیصل آباد

اقبال کے مکتوب الیہ___مرتضٰی احمد خاں میکش

Dr. Muhammad Asif Awan

Chairman Urdu Department,

Govt College University, Faisalabad.

Iqbal Ka Aik Maktoob Alai___Murtaza Ahmad Khan Mekush"

A poet, Urdu prose writer and journalist, Moulana Murtaza Ahmed Khan Mekush was an active worker of Pakistan movement. The article titled as "Iqbal Ka Aik Maktoob Alai___Murtaza Ahmad Khan Mekush", reveals brief sketch of Moulana's life and literary works. He was a great admirer of Iqbal. Iqbal wrote him two letters. The letters. The letters are very short. However, he has an honour of being addressee of Iqbal. The article mentioned above gives the detail of Iqbal\s letters, addressed to Moulana Murtaza Ahmed Khan Mekush.

مرتضٰی احمد خاں میکش ایک بلند پایہ صحافی، ادیب، شاعر اور تحریکِ پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔ ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء مشرقی پنجاب کے ضلع جالندھر کے ایک گاؤں بھدم میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مرید احمد خان تھا۔ ابتدائی تعلیم والد ہی سے حاصل کی۔ جالندھر کے گورنمنٹ ہائی اسکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پھر مزید تعلیم کے حصول کے لیے ۱۹۱۸ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ جوانی کے زمانے ہی سے آزادی کے جذبے سے سرشار پُرجوش مسلمان تھے۔ چنانچہ ابھی گورنمنٹ کالج میں طالب علم ہی تھے کہ ۱۹۲۰ء میں جب تحریکِ ترکِ سوالات اور تحریکِ ہجرت چلی تو کالج کو چھوڑ دیا۔ تعلیمی سلسلہ موقوف ہو گیا اور کابل کی طرف چل پڑے۔ تقریباً ایک سال افغانستان میں رہے۔ پھر واپس وطن لوٹ آئے۔ کچھ عرصہ خواجہ عبدالحئ فاروقی سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھتے رہے۔ فکرِ معاش دامن گیر ہوئی تو لاہور میں آکر مولانا ظفر علی خان کے روزنامہ ''زمیندار'' میں بحیثیت مترجم کام شروع کر دیا لیکن جب مولانا غلام رسول مہر اور

مولانا عبد المجید سالک نے ''زمیندار'' کو چھوڑ کر روزنامہ '' انقلاب'' جاری کیا تو اس نئے روزنامہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ جب افغانستان میں شاہ امان اللہ خان کا تختہ اُلٹایا گیا اور نادر خان بادشاہ بن گیا تو میکش نے ۱۹۲۸ء میں ایک فارسی ہفت روزہ جریدہ ''الافغان جاری کیا اور اس میں شاہ امان اللہ خان کی حمایت میں دھڑا دھڑ مضامین لکھنے شروع کر دیے۔ انھیں مضامین میں سے ایک مضمون کو حکومتِ ہند نے باغیانہ قرار دے کر میکش کو پابندِ سلاسل کر دیا۔ ایک سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ رہا ہوئے تو روزنامہ ''انصاف جاری کیا۔ ۱۹۳۴ء میں ملک نور الٰہی نے روزنامہ ''احسان'' نکالا تو اس کے مدیرِ اعلیٰ مقرر ہوئے۔ اس اخبار کے ذریعے انھوں نے مسلم لیگ کی کھل کر حمایت کی۔ میکش مسلم لیگ کے ایک سرگرم کارکن اور قائد اعظم کے بے حد عقیدت مند تھے۔ ان کی مسلم لیگ سے وابستگی اور قائد اعظم سے محبت کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ جب ۱۹۳۶ء میں علامہ اقبال نے قائد اعظم کی حمایت میں پنجاب مسلم لیگ کے پانچ ارکان کا ایک بورڈ تشکیل دیا تو اس کے ایک رکن میکش بھی تھے۔ اگرچہ شروع شروع میں میکش کو روزنامہ ''احسان'' کے مدیر کی حیثیت سے مسلم لیگ کی حمایت میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی لیکن پھر کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد انھوں نے محسوس کیا کہ اُنھیں پنجاب کی یونینسٹ پارٹی کی حمایت پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ میکش کو یہ گوارا نہ تھا چنانچہ انھوں نے ''احسان'' سے علاحدگی اختیار کر لی اور اپنا اخبار ''شہباز'' جاری کیا۔ سید نذیر نیازی ''اقبال کے حضور'' کے حاشیہ میں میکش کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ میکش نے:

> ''تقسیم سے قبل ''احسان'' سے علیحدگی اختیار کر لی اور روزنامہ ''شہباز'' جاری کیا۔ وجہ یہ تھی کہ روزنامہ ''احسان'' اُنھیں یونینسٹ پارٹی کی حمایت پر مجبور کر رہا تھا۔''(۱)

قیامِ پاکستان کے بعد میکش روزنامہ ''مغربی پاکستان'' اور ''نوائے وقت'' کے مدیر بنے۔ علاوہ ازیں اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کی مجلسِ ادارت میں بھی شامل رہے۔ وہ احمدیت کے بے حد مخالف تھے۔ چنانچہ انھوں نے ''مرزائیت کے کاسۂ سر پر گُرزالبرشکن'' کے عنوان سے بہت سے مضامین تحریر کیے۔

مرتضیٰ احمد خاں میکش نے ایک صحافی ہونے کے علاوہ معلم کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر عبد السلام خورشید لکھتے ہیں:

> ''اُن کی زندگی کا ایک پہلو عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے وہ یہ کہ ۱۹۴۱ء میں پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ صحافت قائم ہوا تو وہ اردو صحافت کی تدریس کے لیے جزوقتی لیکچرار مقرر ہو گئے اور یہ سلسلہ تادمِ مرگ جاری رہا۔''(۲)

مرتضیٰ احمد خان میکش ابتدائی عمر میں ایک خوب صورت نوجوان تھے اور عشق و عاشقی میں بھی درک رکھتے تھے[۳]۔ عبدالسلام خورشید نے اس ضمن میں ایک دل چسپ واقعہ رقم کیا ہے:

"جب آتش جواں تھا تو اُسے (میکش کو) پشاور سے کسی خاتون کے خط آنے لگے کہ میں تم پر مرتی ہوں۔ میکش صاحب نے بھی پیار کا جواب پیار سے دیا۔ جب معاملا گرم ہوا تو اُدھر سے فرمائش آئی کہ اب جیا بے چین ہے اس لیے آؤ اور نکاح پڑھوالو۔ موصوف نے ایک اعلیٰ درجے کا سوٹ بنوایا اور زیبِ تن کر کے پشاور کو روانہ ہو گئے تا کہ عاشقی کو قیدِ شریعت میں لایا جا سکے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ محبوبہ کے فرائض کوئی بے تکلف دوست سر انجام دے رہا تھا۔ اس پر مولانا کچھ برہم ہوئے۔ کچھ محظوظ اور لاہور کو لوٹے تو یہ لطیفہ زبانِ زدِ عام تھا۔"[۴]

مرتضیٰ احمد خان میکش نے ایک بھرپور زندگی بسر کی۔ صحافی ہونے کے علاوہ ایک شاعر اور ادیب کے طور پر بھی اُن کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔ اُن کی علمی و ادبی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ دو دِل (شعری مجموعہ)

یہ مجموعہ کلام تین حصوں پر مشتمل ہے:

(ا) آہِ سوزاں (غزلیات)

(ب) نفسِ گرم (منظومات)

(ج) نوائے پریشاں (متفرقات)

۲۔ الہامی افسانے

۳۔ تقدیر و تدبیر (افسانوں کا مجموعہ)

۴۔ تاریخ اقوامِ عالم

۵۔ تاریخِ اسلام (چار جلدیں)

۶۔ اخراجِ اسلام از ہند

۷۔ سیرت سید المرسلین (دو جلدیں)

۸۔ اسلام کے معارف

۹۔ مرزائی نامہ

۱۰۔ قطبی برفستاں

۱۱۔ اسلام اور معاشی اصلاحات

میکش نے ۲۷ جولائی ۱۹۵۹ء میں انتقال کیا۔ ۱۹۸۸ء میں حکومتِ پاکستان نے اُنھیں "تحریکِ پاکستان گولڈ میڈل" سے نوازا۔ اُنھیں اقبال سے ملنے اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا بھی موقع ملا۔ سید نذیر نیازی نے "اقبال کے حضور" میں اقبال اور میکش کی گفتگو کو نقل کیا ہے(۵)۔

ڈاکٹر صالح طاہر اپنی کتاب "مرتضیٰ احمد خان میکش کی ادبی خدمات" میں رقم طراز ہیں:

"مرتضیٰ احمد خاں میکش کو شعرا میں سے شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال سے خصوصی عقیدت تھی۔ ان کی مندرجہ ذیل نظمیں اس امر کی غماز ہیں۔ بادِ اقبال، سرودِ قم، دارائے کارواں، زندگی اور حسن و سرود۔

اقبال کے بارے میں میکش کہتے ہیں کہ:

داد دی خود وجد میں آ کے ذوقِ وحال نے
ہم کو وہ نغمہ سنایا ڈاکٹر اقبال نے

اور:

شوق رفعت میں خیال آسماں پیما ہے تو
نام ہے اقبال اپنی قوم میں عنقا ہے تو

میکش کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے "اقبال نمبر" نکالا۔"(۶)

مولانا مرتضیٰ احمد خان روزنامہ "احسان" کے مدیر تھے۔ جب اقبال کی ۲۱۔ اپریل ۱۹۳۸ء کو وفات ہوئی تو مولانا نے روزنامہ "احسان" کا پہلا "اقبال نمبر" شائع کیا۔ اسی اقبال نمبر میں وہ شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اقبال کیا تھا؟ شاعر، حکیم، فلسفی، عاشق، اسلام کا مبلغ، قرآن کا مفسر، غواصِ حیات کا رازداں، کائنات کے اسرار کا عالم، انسانیت کے قیام کا عارف، قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کا مبصر، عشق، سوز، تپش، گداز اور تڑپ کے مقامات کا سالک بلکہ ایسی نایاب متاعوں کا قاسم، وہ جس نے عصرِ حاضر کو خودی اور بے خودی کے اسرار و حقائق سے آگاہ کر کے دنیا کو منقلب کرنے کی کوشش کی اور انسان کی نظر میں ایسی وسعتیں پیدا کر دیں جو ساری کائنات پر حاوی ہوں۔

اقبال خودی کا پیامبر ہے۔ وہ مٹی کے اُن پتلوں سے بیزار ہے جو زمانہ کے تھپیڑوں کے سامنے سر تسلیم خم کر کے زندگی بسر کر دینے کے عادی ہیں اور ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ اس نے سیر توں میں پختگی، حوصلوں میں وسعت، عزائم میں استواری، ہمتوں میں بلندی اور مقاصد میں ترفع پیدا کرنے کا پیغام دیا اور کہا کہ خودی کی ممکناتِ مضمر کا امتحان کرنے کے لیے مشکلات کا مقابلہ کرو۔ پہاڑوں، دریاؤں، سمندروں اور صحراؤں سے ٹکرا جاؤ۔ طوفانوں اور تلاطموں سے جنگ کرو، آسماں سے لڑ جاؤ اور ماسوا اللہ کو اپنی طاقت کے سامنے سر جھکانے اور مطیع بننے پر مجبور کر دو، یہی مقصدِ حیات ہے۔ اگر اس راز کو پالو گے تو نائب حق کہلاؤ گے اور موجوداتِ عالم تمھاری حلقہ بگوش ہو جائے گی۔"(۷)

میکش کا اقبال کی فکر و نظر پر تبصرہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ وہ اقبال کے ساتھ گہری عقیدت تو رکھتے ہی تھے تاہم اس کے ساتھ ساتھ وہ اقبال کے کلام کی روح اور پیغام سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔

اقبال کے میکش کے نام صرف دو خطوط ہیں۔ یہ دونوں خطوط انتہائی مختصر ہیں۔ پہلا خط یکم فروری ۱۹۳۷ء کا تحریر کردہ ہے۔ اس خط کی عبارت صرف دو جملوں پر مشتمل ہے۔ اقبال لکھتے ہیں:

"ڈیر میکش صاحب! چند منٹ کے لیے تشریف لائیے۔ ایک ضروری کام ہے۔ والسلام"(۸)

دوسرا خط بھی بہت مختصر ہے۔ اس خط میں اقبال، مرتضیٰ احمد خان میکش سے کہتے ہیں:

"مجھے اُمید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اعتمادِ نفس پیدا کرنے کے مسلک پر قائم رہیں گے اور آپ کی مساعی اسلامیانِ ہند میں خودداری، خود اعتمادی اور باعزت زندگی بسر کرنے کے احساس کو ترقی دینے پر منتج ہو گی۔"(۹)

اس خط کی حیثیت دراصل ایک پیغام کی تھی جو اقبال نے ۱۹۳۸ء میں روزنامہ "احسان" کی سالانہ اشاعت کے موقع پر بھیجا تھا۔ اس خط کے حوالے سے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی رقم طراز ہیں:

"۱۹۳۸ء میں میکش روزنامہ "احسان" سے وابستہ تھے۔ اخبار کی سالانہ اشاعت کے موقع پر اُنھوں نے مشاہیر کے پیغامات منگائے۔ قائد اعظم، سید سلیمان ندوی، سر اکبر حیدری، مولانا احمد سعید، سیٹھ عبداللہ ہارون اور راجہ صاحب محمود آباد کے پیغامات موصول ہوئے۔ علامہ کا زیرِ نظر مکتوب بھی اِسی ضمن میں سالنامے کے لیے پیغام ہے۔"(۱۰)

اس خط پر تاریخ درج نہیں ہے تاہم اغلب ہے کہ یہ خط ۱۹۳۸ء میں تحریر کیا گیا۔

حوالہ جات

۱۔ نذیر نیازی، سید، اقبال کے حضور، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء، ص:۲۲۲

۲۔ عبدالسلام خورشید، ڈاکٹر، وے صُورتیں الٰہی، لاہور: قومی کتب خانہ، ۱۹۷۶ء، ص:۳۶۹

۳۔ ایضاً، ص:۳۶۷

۴۔ ایضاً، ص:۷۱۔۳۷۰

۵۔ نذیر نیازی، سید، اقبال کے حضور، ص:۲۲۳

۶۔ محمد صالح طاہر، ڈاکٹر، مرتضیٰ احمد خان میکش کی ادبی خدمات، لاہور: الحق پبلشرز، ۲۰۰۱ء، ص:۲۲۵

۷۔ احسان، روزنامہ، اقبال نمبر، لاہور، ۱۹۳۸ء

۸۔ محمد اقبال، علامہ، کلیات مکاتیبِ اقبال، جلد چہارم، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۹۲ء، ص:۴۳۰

۹۔ ایضاً، ص:۶۳۰

۱۰۔ رفیع الدین ہاشمی، مرتب: خطوطِ اقبال، لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب، ۱۹۷۶ء، ص:۲۹۶